مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ
کراچی

عقیدہ ختم نبوت

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے

جلد نمبر ۲ | ۹ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۳ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ | شمارہ نمبر ۲۶

خصائل نبوی
برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ

۳۱۔ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا بشر بن السری عن سفیٰن عن طلحۃ ابن یحیی عن عائشہ بنت طلحۃ عن عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتینی فیقول اعندک غداء فاقول لا قالت فیقول انی صائم قالت فاتانا یومًا فقلت یارسول اللہ انہ اھدیت لنا ھدیۃ قال وما ھی قلت حیس قال اما انی اصبحت صائمًا قالت ثم اکل۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاکر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے کو رکھا ہے جب معلوم ہوتا کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزے کا ارادہ کرلیا ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کھجور کا ملیدہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ نفلی روزہ کی نیت صبح کے وقت بھی آدھے دن تک ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس سے قبل کوئی عمل روزہ کے منافی نہ کیا ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمانے پر نیت فرمائی۔ یہ مذہب حنفیہ شافعیہ رحمہم اللہ کا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ نفل روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے اس مسئلہ میں یہ حدیث ہمارے موافق ہے لیکن جب ایک معتبر امام کا خلاف ہے تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ نفلی روزہ کی نیت بھی رات ہی کو کر لی جائے البتہ کوئی عارض پیش آجائے تو دوپہر سے پہلے پہلے دن میں بھی نیت کرنے کا مضائقہ نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نفل روزہ رکھے تو اس کے توڑ دینے کا اختیار ہے یہ مذہب شافعیہ رحمہ اللہ کا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک قرآن شریف کی آیت وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (اپنے اعمال کو باطل مت کرو) کی بناء پر روزہ نماز کوئی عمل توڑنا جائز نہیں۔ لیکن اس حدیث سے چونکہ روزہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اس لیے دونوں چیزوں پر عمل اس طرح کیا جائے گا اگر کوئی ضرورت اور مجبوری درپیش ہو تو اس حدیث کی وجہ سے اس میں گنجائش سمجھی چاہیے اور بلا ضرورت توڑنا جائز نہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بھی یہی ظاہر ہے۔ بعض علماء نے حدیث کے اس جملہ کا کہ روزہ رکھنے کا ارادہ کر رکھا تھا اس کا مطلب یہ فرمایا ہے کہ پختہ نیت

باقی صفحہ ۱۴ پر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

منیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ:- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبئی، شارجہ، ابوظبی، اردن اور	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
اسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۳۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر:- عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت:- ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱۔ خصائلِ نبوی برشمائل ترمذی
حضرت شیخ الحدیث رح ۲
۲۔ ابتدائیہ
عبدالرحمٰن یعقوب باوا ۴
۳۔ قادیانی طاعونہ فرقہ
مولانا تاج محمد صاحب ۶
۴۔ ہاتھی کے دانت .....
عبدالله مرحال ۸
۵۔ فبہت الذی کفر
مولانا سعید احمد جلالپوری ۱۰
۶۔ قومی اخبارات کا مطالعہ
۷۔ مولانا حسین سلی رح
تحریر مولانا عطاء الرحمٰن ۱۵
۸۔ کفر و اسلام کی حقیقت
اقتباس۔ مفتی محمد شفیع رح ۲۰

جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۲۶

کتابت
محمد عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ من لا نبی بعدہ

سرکاری اداروں کے قادیانی ملازمین

گذشتہ دنوں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے اعلان کے بعد کہ وہ "قادیانیوں کو کافر سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور یہ کہ " حکومت نے قادیانی ملازمین کی فہرستیں طلب کر لی ہیں ۔ رائے عامہ کے لوگوں نے خیر مقدم کیا اور علماء کرام نے اس سلسلے میں کھل کر اپنے جذبات کا اظہار خیال کیا ۔ "مسئلہ ختم نبوت" ملک کا اہم ترین اور حساس مسئلہ سمجھا جا رہا ہے اس مسئلہ پہ اہل وطن نے دو بار قربانیاں دی ہیں ۔ قیام پاکستان کے بعد خصوصاً چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کے عہد میں جس طرح ملک کی کلیدی آسامیوں پر قادیانیوں نے قبضہ کیا وہ اندازے سے باہر ہے ۔ قوم کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے کہ کلیدی عہدوں سے مرزائیوں کو علیحدہ کیا جائے ۔ ۱۹۷۴ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی کامیابی کے بعد سابق حکمران نے یہ یقین دہانی بھی کرائی تھی ۔ کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات کرے گی ۔ لیکن مسئلہ ابھی تک وہیں کھڑا ہے اور آج بھی قادیانی بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں ۔ اور اپنی پارٹی کے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں ۔

اس وقت قادیانی ملازمین کی فہرستیں طلب کرنے کے بارے میں حکومت نے جو سرکلر جاری کیا ہے ۔ اسے سرکلر جاری کرنے کی حد تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کیا جائے ۔ اگر اس میں ذرہ برابر ڈھیل دی گئی تو خطرہ ہے قادیانیوں کی طرف سے اسے ناکام بنانے کی کوشش کی جائے گی ۔ ماضی (۱۹۵۲ء) میں حکومت نے ایک سرکلر جاری کیا تھا ۔ کہ جس میں مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کی تھی ۔ کہ " قادیانی پارٹی نے سرکاری راز حاصل کرنے کے لئے ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہوا ہے ۔ " لیکن اس سرکلر کا حشر کیا ہوا ۔ کہ وہ مہم ناکام ہو گئی اور اس طرح قادیانیوں نے مزید اپنی گرفت مضبوط کر لی ۔

سرکاری اداروں میں فائز قادیانی ملازمین دراصل اپنے ہیڈ کوارٹر ربوہ کے تابع ہیں اور ان کے وفادار ہیں ۔ وہ سرکاری ہدایات پر ربوہ کی ہدایات کو ترجیح دیتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ثبوت پیش خدمت ہے ۲۸ مئی ۱۹۵۲ء کو جب جہانگیر پارک میں مرزائیوں کی دو روزہ کانفرنس ہو رہی تھی ۔ حکومت نے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو (جو اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے) تقریر کرنے سے روکا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور اشتعال انگیز تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ " اگر نعوذ باللہ مرزائے قادیانی کے وجود کو درمیان درمیان سے نکال دیا جائے ۔ تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک درخت شمار کیا جائے گا ۔"

اس کے علاوہ درج ذیل میں ایک پرانی خبر پڑھیئے اور اندازہ لگایئے کہ ظفر اللہ خان پاکستان کے

وزیر خارجہ کس قدر ہیں ؟ اور ان کے دل میں حکومت پاکستان کی کتنی وقعت ہے ؟ وہ قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین کے حکم کے مقابلہ میں حکومت پاکستان کے حکم کو پس پشت ڈالنے کے لئے تیار ہیں ملاحظہ ہو :-

> آپ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ حکومتِ پاکستان کی طرف سے سر ظفر اللہ کو ایک خط لکھا گیا کہ پاکستان کا ایک مقتدر افسر امریکہ آ رہا ہے ۔ آپ کو اس کے امریکہ پہنچنے تک امریکہ ٹھہرنا چاہیئے ۔ لیکن سر ظفر اللہ نے جواب دیا ۔ لیکن وہ امیر المؤمنین یعنی مرزا بشیر الدین محمود کی اجازت کے بغیر امریکہ میں مزید قیام کرنے سے معذور ہیں ۔ اگر حکومت (پاکستان) چاہتی ہے کہ میں کچھ عرصہ امریکہ ٹھہر جاؤں تو اسے (حکومت پاکستان) کو مرزا بشیرالدین سے اس کی اجازت لینی چاہیئے " (زمیندار ۱۸ر جولائی ۱۹۵۶ء ص۱)

یعنی حکومت پاکستان اگر قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین سے اجازت مانگے اور مرزا صاحب امریکہ میں چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو مزید قیام کی اجازت تو تب تو وہ ٹھہر سکتے تھے ۔ ورنہ نہیں ۔ اندازہ لگائیے کہ ایک حکومت پاکستان کا ملازم پاکستان کے احکامات کو کس طرح ٹھکراتا ہے ۔ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کے علاوہ ایم ایم احمد قادیانی نے بھی اپنے عہدے فائدہ اٹھایا ۔ یہاں تک کہ مشرقی پاکستان کو جدا کرنے کا کام بھی انجام دیا ۔ اس سلسلے میں گذشتہ دنوں مشرقی پاکستان کے آخری کمانڈر امیر عبد اللہ خان نیازی اور ریٹائرڈ بریگیڈیر باقر صدیقی نے اپنے انٹرویو میں الزام لگایا تھا کہ مشرقی پاکستان کو الگ کرنے میں "ایم ایم احمد پلان" پر عمل کیا گیا ۔

قادیانی ملازمین کی فہرستیں طلب کرنے کے سلسلے میں حکومت کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ بعض سرکاری اداروں کے سربراہ خود قادیانی ہیں ۔ ان سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ صحیح اطلاعات فراہم کریں گے ۔ اس لئے مسلمان ملازمین کے علاوہ مقامی علماءِ کرام کا تعاون بھی حاصل کیا جائے ۔ اس سلسلے میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان جس کے دفاتر ملک بھر میں موجود ہیں ۔ تعاون کے لئے تیار ہیں ۔ ایک اہم مسئلہ جس کی طرف ہم توجہ دلانا چاہتے ہیں ۔ کہ حکومت قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کے بارے میں نرم گوشہ نہ رکھے ۔ اسرائیل اور ان کے ایجنٹ انھیں "اسلامک سائنس فاؤنڈیشن" کا سربراہ بنانا چاہتے ہیں ۔ ایک کافر و مرتد کسی طرح بھی امت محمدؐ کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا ۔ قادیانیت کا وجود ہی اسلام دشمنی پر ہے ۔ ایک قادیانی کو سائنس کے نام پر مسلمانوں کے صف میں لا کھڑا کرنا کہاں کا انصاف ہے ؟ آخر میں ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ملک میں نفاذ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ "قادیانی ٹولہ" ہیں ۔ اگر کلیدی عہدوں سے برطرف کر دیا جائے ۔ تو انشاء اللہ نفاذ اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو گا ۔

قادیانی طاعونیہ فرقہ

مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

متنبی قادیان ہر واقعہ قدرت سے ذاتی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں بمبئی میں طاعون کا ظہور ہوا۔ تو بعد غور وفکر آپ نے اعلان کیا کہ یہ طاعون میرے انکار کی وجہ سے خدا نے بطور عذاب دنیا میں بھیجا ہے۔ پھر لکھا کہ جہاں ایک بھی راست باز ہوگا وہاں طاعون نہ ہوگا۔ اس کے بعد طاعون کا ظہور صوبہ پنجاب میں ہوا تو آپ نے قادیان کی حفاظت کا الہام شائع کیا۔ قادیان پر بھی جب طاعون کا زور آور حملہ ہوا تو آپ نے مکان چھوڑ کر باغ میں جا ڈیرہ لگایا۔

مرزا صاحب اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۲۲۴ پر لکھتے ہیں کہ "میں نے اپنی کتاب "حمامۃ البشریٰ" طاعون پیدا ہونے سے کئی سال پہلے شائع کی تھی۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی تھی، سو وہ دعا قبول ہوئی ملک میں طاعون پھیل گیا"۔

ملک میں جب مشیت ایزدی سے طاعون پھیلا، نہ کہ مرزا صاحب کی دعا سے، تو مرزائیوں کے وارے نیارے ہو گئے۔ انہوں نے ملک میں یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ سب کچھ مرزا صاحب کی دعا کا اثر ہے۔ جو لوگ مرزا صاحب کی بیعت کر لیں گے، طاعون سے نجات پائیں گے۔ اور دوسرے لوگ طاعون کے پنجہ میں بطور عذاب گرفتار ہوں گے۔ بہرحال مرزائیوں نے طاعون کو قادیانی مبلغ کے طور پر پیش کیا اور طاعون نے قادیانی تبلیغ میں خوب مدد دی۔

مرزا صاحب کے فرزند بشیر احمد ایم اے "سیرت المہدی" حصہ دوم صفحہ ۴۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ "اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی ایسی سرعت اس وقت تک کسی زمانہ میں نہیں ہوئی۔ نہ طاعون کے دور دورے سے قبل اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ خلیفۃ المسیح الثانی (مرزا محمود احمد) بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں پنجاب میں اس بیماری کا زور تھا۔ ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک دن میں حضرت مرزا صاحب (غلام احمد) کی خدمت میں پہنچتے تھے"۔

اسی سلسلے میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا جو اخبار "الفضل" قادیان جلد نمبر ۵ نمبر ۷۲ ۹ مارچ ۱۹۱۸ء میں چھپا تحریر کرتے ہیں کہ "طاعون خدا کا ایک عذاب ہے۔ جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی تائید کے لیے بھیجا گیا۔ اگر ہماری جماعت کی رفتارِ ترقی کو دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ ساٹھ ستر فیصد آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پانچ پانچ سو ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت (مرزا) صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے"۔

متنبی قادیان کو طاعون کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ انہوں

نے اس بہانے توسیع مکان کے نام سے چندہ وصول کرنا بھی شروع کر دیا۔ اپنی کتاب "کشتی نوح" کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ "چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے۔ اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں۔ اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے حفاظت کا خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دے دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ یہ حویلی جو ہماری حویلی کا جزو ہو سکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے اس لیے یہ کام بڑی جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرکے جو خالق اور رزاق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارا گھر بطور کشتی کے ہے۔ اس لیے توسیع کی ضرورت پڑی ہے"

بقول مرزا صاحب خدائی بشارتوں کے تحت اگرچہ ان کا گھر بطور کشتی کے تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب پر بھی اس کشتی کے ڈگمگانے اور ہچکولے کھانے کا خوف طاری تھا۔

مرزا صاحب کے فرزند بشیر احمد ایم اے "سیرۃ المہدی" حصہ دوم صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں کہ "ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) طاعون کے ایام میں فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ بعض اوقات گھر میں ایندھن کا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوا دیا کرتے تھے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی میں کوئلہ اور گندھک وغیرہ ڈال کر کمروں کے اندر جلاتے تھے اور کمرے بند کر دیتے تھے۔
اتنی بشارتوں اور اتنی احتیاطوں کے باوجود بھی مرزا صاحب پر طاعون کا خوف طاری رہتا تھا۔ بعض غریبوں پر جو گھر کی چار دیواری کے اندر رہتے تھے۔ طاعون کے شبہ میں گھر سے نکال دیا۔ مرزا غلام احمد اپنے مکتوب مندرجہ "مکتوبات احمدیہ" جلد پنجم صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کرتے ہیں

"ہمارے اور آپ کے گھر میں خیریت ہے۔ بڑی غوثاں کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے"

اخبار "الحکم" قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ پر مرزا صاحب کے دست راست مولوی عبدالکریم سیالکوٹی تحریر کرتے ہیں کہ "مسیح موعود (مرزا غلام احمد) خود خدا کے حکیم وعلیم وقدیر کی وحی انہ اوی القریۃ کی بنا پر ساری دنیا کے طبیبوں۔ فلسفیوں۔ میٹریلسٹوں کو کھول کر سناتا ہے۔ کہ قادیان یقیناً اس پراگندگی۔ تفرقہ۔ جزع فزع اور موت الکلاب اور تباہی سے محفوظ رہے گا اور بالضرور محفوظ رہے گا۔ مسیح موعود نے اپنی راستی اور شفاعت کبریٰ کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیان کی نسبت تحدی کر دی ہے۔

کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا"

اتنے بڑے متحدیانہ دعوے کا انجام کیا ہوا؟ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ان کا اپنا ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کے چچا زاد بھائی مرزا نظام الدین ایک دفعہ ان دنوں میں مجھ سے ملے۔ میں نے پوچھا مرزا نظام الدین! سناؤ! قادیان کا کیا حال ہے (مرزا نظام الدین مسیح قادیان کے مرید نہ تھے) مرزا نظام الدین نے کہا مولوی جی! قصبہ قادیان تباہ ہو گیا۔ جس وقت مرزا غلام احمد نے قادیان میں طاعون نہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی ہم اسی وقت جان گئے تھے کہ اب ہماری خیر نہیں خدا تعالیٰ مرزا غلام احمد کو جھوٹا کرنے کے لیے ضرور طاعون بھیجے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سینکڑوں آدمی طاعون کی نظر ہو گئے۔

خود مرزا غلام احمد اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۸۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ "طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زوروں پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا"

اخبار البدر قادیان کے ایڈیٹر نے ان ہی دنوں میں ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ کی اشاعت میں لکھا تھا "قادیان میں طاعون حضرت مسیح موعود کے الہام کے تحت برابر کام کر رہی ہے"

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

تحریر:- عبدالناصر خان ۔ کنوینر مجلس تحفظ ختم نبوت؛ وناظم نشرواشاعت
سواداعظم اہلسنت پاکستان حلقہ کنٹ بازار شارع فیصل ۔ کراچی ۸

اللہ جل جلالہ نے اپنی پیدا کردہ کل مخلوقات کی رہنمائی کے لیے "دین اسلام" نازل فرمایا جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام (ترجمہ:۔ اللہ کے یہاں جو دین ہے سو یہی اسلام ہے) ساتھ ہی اس دین کی "تاقیامت حفاظت کا بھی وعدہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ " انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (ترجمہ ہم نے قرآن اتارا ہے ہم اس کی حفاظت کریں گے) چنانچہ ابتدا سے اس دین کی ایک عالم و عامل جماعت ہمیشہ موجود رہی ہے جو کہ ہمیشہ حق کی خاطر سرگرم رہی ہے اور "تاقیامت انشاء اللہ العزیز رہے گی اور کسی کی مخالفت وعداوت اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی یہ وہ جماعت ہے جس کا مقصد وحید "تبلیغ واقامت دین اسلام" رہا ہے اور انشاء اللہ تاقیامت رہے گا۔ انہی حضرات پر مشتمل عالمگیر وہمہ گیر جماعت "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" قابل تحسین و مبارکباد ہے جس نے مورخہ ۲۷، ۲۸ ۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو عدو الاسلام والمسلمین (ترجمہ ۔ اسلام اور مسلمانوں کی دشمن جماعت) قادیانیوں کے قلب "ربوہ" میں جامع مسجد مسلم کالونی ربوہ کے مقام پر "کل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس" کا بخیر وخوبی انعقاد کیا جس میں نہ صرف مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان بلکہ دیگر مختلف اسلامی ممالک سے امت مسلمہ کے مختلف مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام ومشائخ عظام اور عامۃ المسلمین بشکل جلوس کاروں، بسوں، ٹرکوں، ٹریکٹروں، اسکوٹروں، موٹر سائیکلوں و دیگر مختلف ذرائع آمد ورفت کے پروانہ وار شمع ختم نبوت حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہو رہے تھے اور جن کے نعرہائے "تکبیر ۔ اللہ اکبر و ختم نبوت زندہ باد و اتحاد امت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے ایوان باطل میں زلزلہ برپا تھا، المملکۃ العربیۃ السعودیہ کی جانب سے ان کے نمائندے فضیلۃ الشیخ جناب عبداللہ بجلی صاحب بنفس نفیس شریک ہوئے اور اپنی ایمان افروز تقریر سے سامعین کرام کو محظوظ فرمایا، اس کانفرنس میں معزز مقررین حضرات کی جانب سے کل امت مسلمہ کو ان کے فریضہ "تبلیغ و اقامت دین اسلام" کی یاد دہانی کرائی گئی اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور اس کی دنیا میں دیگر شاخوں کی گزشتہ سال کی کارکردگی سے انہیں آگاہ کیا گیا اور آئندہ آنے والے سالوں کے لائحہ عمل سے بھی انہیں مطلع کیا گیا خصوصًا اسلامی ممالک کے ارباب اقتدار کو اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے عزائم سے انہیں آگاہ کیا گیا اور انہیں ان سے نمٹنے اور انہیں ان کا قلع قمع کرنے کے طریقہ کار سے آگاہ کیا گیا اس فقید المثال کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا خان محمد صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ العالی پیر صاحب

خانقاہ عالیہ کندیاں شریف ہو کر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ ہیں نے کی۔ کانفرنس کا آغاز شمس داؤدی میں تلاوت قرآن مجید سے ہوا، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغ حضرت مولانا محمد اسلم قریشی کی پُر اسرار گمشدگی اور ان کی "تا حال عدم دستیابی پر اظہار تشویش کیا گیا اور اس واقعہ کے ذمہ داروں کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان پر زور دیا گیا کہ وہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔

قادیانی اخلاق باختگی

جس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسلمانان عالم پر مشتمل کل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس بمقام جامع مسجد مسلم کالونی ربوہ میں منعقد ہو رہی تھی انہی ایام میں عدو الاسلام والمسلمین (ترجمہ:۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن) قادیانیوں کی تنظیم "جماعت احمدیہ کے نام نہاد" انصار اللہ" جو کہ دراصل" انصار الطاغوت" ہیں ان کا بھی سالانہ اجتماع "ربوہ" میں منعقد ہو رہا تھا قادیانی اخبار "الفضل" جو کہ دراصل "الدجل" ہے اس کی ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۳ء کی رپورٹ کے مطابق امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے مرزا غلام احمد قادیانی نے دجال و کذاب و مفتری علی اللہ وعلی الرسول کے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ہم (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار) اپنے مخالفوں (مراد مسلمانوں سے ہے) کی گالیاں (مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کی حقیقت) کے جواب میں خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (جس سے قادیانیوں کے مقتدٰی روزِ ازل سے خالی ہیں۔ ناقل) کا مظاہرہ کریں گے اخلاق حسنہ کی سب سے اعلیٰ مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے (سبحان اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے قائل ہیں۔ ناقل) ہم کو بھی ان مخالفتوں کا مقابلہ (سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ ناقل) کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنانا ہے اور آپ کے بتائے ہوئے راستہ پر قدم مارنا ہے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں پر اپنے امام مرزا طاہر احمد کی اس تقریر کا کچھ اثر نہیں ہوا (ہوتا بھی کیسے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور۔ ناقل) وہ اس طرح کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا وفد جسے محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ میں واقع ایک مکان پر ایک کام کے سلسلے میں جانا تھا (اس وفد میں راقم الحروف بھی شامل تھا) وہ اس علاقے سے ناواقفیت کی بنا پر اس محلہ میں رہائش پذیر قادیانیوں سے اس مکان کا پتہ عصر تا مغرب پوچھتا رہا، لیکن کسی قادیانی نے ہمیں صحیح پتہ نہیں بتایا بلکہ اس کے برعکس ہمیں ہمارے مطلوبہ پتے پر بھیجنے کے بجائے دیگر اور مختلف جگہوں پر بھیجتے رہے اس طرح قادیانیوں نے ہمیں اپنی راہ سے بھٹکا کر اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت متواترہ ادا کی اور اس طرح قادیانی ہمارے لیے "رہبر" کی بجائے "رہزن" ثابت ہوئے۔ بالآخر ہم اپنے ایک مسلمان بھائی کی وساطت سے جو کہ اس علاقے سے واقف تھا بمشکل تمام اپنے مطلوبہ پتے تک پہنچے، اس کے علاوہ کل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء جب کانفرنس سے فارغ ہو کر "ربوہ" کی سیر کو نکلے تو انہیں قادیانیوں کی کڑی نگرانی کا سامنا کرنا پڑا اور قادیانیوں نے ان حضرات کا پیدل اور سواریوں پر تعاقب کر کے انہیں ہراساں کیا اور اس طرح اشتعال انگیزی کی کوشش کی۔ ہم مرزا طاہر احمد اور ان کے پیروکاروں سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا یہی وہ "اخلاق حسنہ" ہیں؟ جنہیں اختیار کرنے کی آپ اپنے پیروکاروں کو "تلقین" کر رہے ہیں؟۔

اس کے علاوہ قارئین کرام مطلع ہوں کہ ہمیں یعنی مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کو آئے دن قادیانیوں (مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار) کی جانب سے بذریعہ ٹیلیفون و خطوط" برے سنگین نتائج کو بھگتنے کی دھمکیاں دی جاتی رہیں ویسے تو ہمیں معلوم ہے کہ: ؏ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان کی
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

فبُھِتَ الذی کَفَر

ترتیب:۔ مولانا سید احمد جلال پوری

۱۸ شعبان ۱۴۰۳ دن کے دس بجے مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کے پاس دفتر میں ایک مرزائی آیا بعد از ملاقات کہنے لگا کہ میرے محلے میں کئی مولوی امام بن کر آئے اور چلے گئے مگر کسی نے میرا علاج نہیں کیا۔ جب بھی ان سے بات کرنا چاہی تو انھوں نے مزید بات بڑھانے کے بجائے روک لی۔ تب میں نے ان سے کہا کہ کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کروں گا کہ میں ان لوگوں (مولویوں) کے قریب رہتا تھا مگر انھوں نے مرض کا کوئی علاج نہ کیا۔ تب آپ حضرات سے کیا جواب بن پڑے گا؟ پھر مولانا صاحب سے متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ آخر ان لوگوں کو جرأت کیوں نہیں ہوتی اس پر مولانا نے فرمایا کہ "وہ حضرات صحیح کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو اپنے آپ کو مریض سمجھتا ہے ایسے آدمی کے لیے ہر شخص کوشش کرتا ہے کہ اس کا علاج ہو جائے اور حتی المقدور وسائل کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

لیکن اس کے برخلاف جو آدمی دماغی مریض ہو جس کی وجہ سے وہ اپنے علاوہ سب لوگوں کو پاگل سمجھتا ہے اس کا علاج ممکن نہیں۔ آپ کی بعینہٖ یہی صورت ہے۔ کیونکہ آپ حلفیہ بتائیں کہ آپ کبھی اپنے آپ کو مریض سمجھتے ہوئے کسی کے پاس گئے ہیں؟ کہنے لگا! ہاں مزید براں کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا علاج بتایا ہے تو اس مرض کے علاج سے انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ اس پر مولانا نے فرمایا کہ آخر یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: سواء علیہم انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ○ ختم اللہ علی قلوبھم (اے پیغمبر آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔) اس پر وہ چونکا، گیا اور کہنے لگا کہ "آپ کو معلوم ہے کہ کس کے لیے ہے؟ مولانا نے فرمایا: ہمیں اس سے غرض نہیں کہ کس کے لیے ہے۔ بہر حال ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ بعض لوگوں کی قسمت میں ہدایت اس لیے نہیں ہوتی کہ ان کے دلوں پر مہر ہوتی ہے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میں مرزائیوں کے بجائے بہائیوں کی ایک کتاب بھی اپنے چھوٹے بھائی کے توسط سے پڑھ چکا ہوں جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ بہاؤ اللہ خدا کے مظہر ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اصطلاحات کا فرق ہے ورنہ بعینہٖ یہی نظریہ مرزا کا بھی تھا کیونکہ مرزا جی ہر دس سال بعد اپنی پوزیشن تبدیل کر کے اسٹیج بائی اسٹیج ترقی کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء میں انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ۱۹۱۱ء میں انھوں نے مظہر خدائی بلکہ خدائی کا دعویٰ کرنا تھا لیکن اس سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے لاخذنا منہ بالیمین ○ ثم لقطعنا منہ الوتین ○ (یعنی جو ہمارے اوپر جھوٹ بولے گا تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس کی گردن کاٹ دیتے ہیں) کے مصداق ۱۹۰۸ء ہی میں ان کا وقت آگیا اور وہ اللہ کے ہاں جواب دہی ا..کی غرض سے چل دیئے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ۳۰ سال پہلے سے مرزا جی الہام گھڑ کر رکھ لیا کرتے تھے اور جب دعویٰ کرنا ہوتا تو اس وقت ان کو اس الہام کا مطلب سمجھ

آیا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ تو ہوتا ہی ایسے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعض وحی کی باتیں معلوم نہ ہوئیں تھیں جیسے جنت میں سیر کرتے ہوئے آپ نے انگوروں کا ایک خوشہ دیکھا۔ پوچھا یہ کس کا ہے؟ اس پر ملائکہ نے کہا کہ یہ ابو جہل کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرانی ہوئی مگر حضرت عکرمہ جب ایمان لائے تب معلوم ہوا کہ اس کی تعبیر یہ ہے۔

مولانا نے کہا یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کا علم نہیں ہوتا تھا؟ اگر ثبوت ہے تو لاؤ؟ جب کہ یہ نبی علیہ السلام پر صریح جھوٹ ہے اور یہ کہاں کی دین داری ہے کہ مرزا جی جو بھی بکواس کریں اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے؟ اس پر وہ کہنے لگا کہ آپ تہذیب کے دائرے میں (مرزا کو بکواس کے لفظ سے یاد نہ کریں) رہ کر بات کرنی چاہئیے اس پر مولانا لدھیانوی کو طیش آیا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھیں اور میں ان کا خادم خاموش رہوں یہ ممکن ہے؟۔ ہاں مجھے گالیاں دیں، مجھ پر افترا باندھیں میں ناراض نہ ہوں گا۔ اس پر مرزائی بولا میں اٹھ کر چلا جاؤں؟ مولانا نے فرمایا! بلکہ چلے جاؤ مگر یہاں بیٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ پہ افترا پردازیاں نہ کرنے دوں گا۔ مرزائی کہنے لگا یہی ہیں آپ لوگوں کے اخلاق؟ مولانا نے فرمایا: ہاں ہمارے اخلاق یہی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی بات سن کر خاموش نہ رہیں گے۔ جب اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس پر قدرتی رعب چھا گیا اور بڑبڑاتا ہوا اٹھ کر چلا گیا اور فبھت الذی کفر۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ کے مصداق گویا اس نے یہ ثابت کر دیا کہ میں اپنے آپ کو مریض نہیں جانتا بلکہ نعوذ باللہ رہبر انسانیت اور محبوب خدا کی شان میں توہین کرکے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا مقصود ہے۔ (اعاذنا اللہ منہم)۔

بقیہ ۲ ، مولانا حسین علی رح

مولانا قاضی شمس الدین صاحب گوجرانوالہ، مولانا عبد الرؤف صاحب بھوچال ضلع جہلم، مولانا محمد مسلم صاحب عثمانی محشی تلخیص الطحاوی دیو بندی، مولانا محمد صادق صاحب بجنوری، مؤلف انوار الباری، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب، مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیر، مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب، بخاری گجرات، حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، مولانا فضل کریم صاحب بندیالوی، مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی، مولانا محمد نذر شاہ صاحب عباسی جوکالوی مولانا محمد امیر صاحب سرگودھا، مولانا مفتی عبد الرشید صاحب دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی، مولانا قاضی غلام مصطفےٰ صاحب مرجان، مولانا غلام یٰسین صاحب دالہ پھلاں مولوی غلام حسن کروڑی، مولانا غلام احمد صاحب میانوالی مولانا غلام نبی صاحب، مولانا عبد الہادی صاحب مردان مولانا مطیع الرحمٰن صاحب بلند شہری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، مولانا سید احمد حسین صاحب سجاد بخاری، مولانا عبدالواحد صاحب گوجرانوالہ،

(اقامۃ البرہان)

تصانیف:۔ حضرت کی متعدد تصانیف ہیں، کچھ طبع ہو چکی ہیں اور کئی ابھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئیں۔ بلغۃ الحیران فی ربط القرآن (اردو)، تفسیر بے نظیر (اردو) رسالہ علم الغیب (اردو) تحفہ ابراہیمیہ (فارسی) تلخیص الطحاوی (عربی) خلاصہ فتح القدیر (عربی) تحریرات حدیث (عربی)، تقریر الجنجوہی علی البخاری (عربی)، تقریر الجنجوہی علی المسلم (عربی)، عون المعبود علی سنن ابی داؤد اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔ آپ کے افادات تفسیریہ کو آپ کے لائق اور نامور شاگرد شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب قدس سرہ نے "تفسیر جواہر

باقی ص۱۲

قومی اخبارات کا مطالعہ

صحیح! اگرچہ دیر سے سہی

وفاقی حکومت نے فوری طور پر سرکاری و نیم سرکاری اور خود مختار کارپوریشنوں سے ان کے قادیانی ملازمین کے بارے میں تفصیلات طلب کی ہیں اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے ہاں مختلف گریڈوں اور عہدوں پر کام کرنے والے ملازمین کے بارے میں تمام تفصیلات وفاقی حکومت کو ۲۵ نومبر تک ارسال کریں۔

یہ جائزہ لیا جانا بے حد ضروری تھا اور اس ضروری کاروائی کے مسلسل نظر انداز ہونے سے ہی وہ مختلف شکوک وشبہات پیدا ہو رہے تھے جو بالآخر اپنے نقطۂ کمال کو صدر ضیاء الحق کے ذاتی عقائد پر شبے کی صورت میں پہنچے۔ پچھلے دنوں صدر کے ذاتی عقیدے پر شبے اور اس کے برملا اظہار نے خاصی سیاسی اہمیت بھی اختیار کر لی تھی۔ اسی سیاسی صورت حال کی سنگینی کے تقاضے ہی کے تحت صدر صاحب کو ایک سے زائد مرتبہ یہ وضاحت کرنی پڑی کہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ چند روز قبل ہی انہوں نے کراچی کی ایک تقریب میں زیادہ واضح طور پر کہا کہ وہ نہ صرف ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ کسی بھی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص کو نبی ماننے والوں کو کافر سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے والد پوری زندگی قادیانیت کو انگریزوں کا خود کاشتہ فتنہ سمجھ کر اس کے خلاف جدوجہد کرتے رہے ہیں چنانچہ میں ان کا بیٹا ہو کر کیوں قادیانیت سے متہم ہو سکتا ہوں۔

ہمارے یہاں حکمرانوں پر قادیانی ہونے کے شبہ کی بنیاد ان کے ذاتی عقیدے کی تحقیق نہیں ہوتی بلکہ عموماً اس تاثر پر مبنی ہوتی ہیں کہ کس حکمران کے عہد اقتدار میں امور مملکت میں قادیانیوں کا عمل دخل اور اثر و رسوخ کتنا فروغ پذیر رہا۔ اس میں شبہ نہیں کہ قادیانی غیر اعلانیہ منصوبہ بندی کے ذریعے اثر و اقتدار کے حلقوں میں اپنے نفوذ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ منظم طور پر من حیث الطبقہ مملکت کے نظم میں انتظامی اور سیاسی طور پر اپنی حدود سے متجاوز ہو کر کسی اقلیت کا فعال ہونا فطری طور پر اکثریت کو سازش کا تاثر اور گمان دیتا ہے۔ پاکستان کی مسلم اکثریت نہ تو کسی اقلیت سے عناد رکھتی ہے اور نہ اس کے جائز حقوق سلب کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اگر کوئی اقلیت اپنا اقلیتی تشخص قبول نہ کرے اور تنظیم و سازش کے ساتھ امور مملکت میں اس طور پر دخیل ہونا چاہے کہ سیاسی، انتظامی اور دفاعی سطح پر اکثریت کو ناکام یا بے اثر بنا دے تو ایسی صورت میں اکثریت کا اضطراب اور بے چینی نہ بے جواز ہے اور نہ بے بنیاد۔ پاکستان کا ہر مسلمان اقلیت کے ایک رکن کی حیثیت سے کسی بھی قادیانی کے عام شہری حقوق کا پاسبان ہے لیکن ان کے ساتھ ہی قادیانیوں کو ان کی حدود میں رکھنے کے لیے پوری طرح مستعد اور نگران بھی ہے۔

پاکستان کے عام مسلمانوں کا اضطراب یہ ہے کہ ملک کی دفاعی اور انتظامی تنظیموں اور اداروں میں قادیانیوں کی

شرکت ان کے اجتماعی اقلیتی وجود کے اصل تناسب سے کئی چند زیادہ ہے ۱۹۷۰ء میں انہوں نے اپنی سیاسی حمایت جس طرح ایک پارٹی کے پلڑے میں ڈال کر پاکستان کی سیاست کی نکیل اپنے ہاتھ میں لینا چاہی اس نے اس شبہے کو تقویت دی کہ قادیانی دفاعی و انتظامی تنظیموں میں اپنی برتر حیثیت کے ساتھ ساتھ سیاسی توازنِ اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر ایک منظم منصوبے کے تحت پاکستان کا نظریاتی مزاج اور کردار بدلنا چاہتے ہیں اور سازش کے ذریعہ پاکستان کو ایک قادیانی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں ۔ یہ جدوجہد پاکستان کی کسی دوسری اقلیت کی نظر نہیں آتی ۔ چنانچہ ہندو اور عیسائی اقلیتوں کے مقابلے میں قادیانیوں کے سلسلے میں پاکستان کی مسلمان اکثریت کا منفرد رویہ بھی پس منظر رکھتا ہے ۔

گذشتہ ۹ سالہ دورِ اقتدار کا ایک تشویش ناک پہلو یہی ہے کہ قادیانی پھر اپنے جامے سے باہر نظر آرہے تھے اور ان کے اقتدار اور اثر کا گراف پھر صعودی کیفیت کی نشاندہی کر رہا تھا ۔ چنانچہ اس صورت حال کی ایک تعبیر یہ بھی ہوتی رہی ہے کہ حکومت نے قادیانیوں کو بہت ڈھیل دے رکھی ہے حکومت نے قادیانیوں کو ڈھیل کیوں دے رکھی ہے ؟ اس سوال کا کوئی متفق جواب سامنے نہیں تھا لہذا یہ استفہام خود بخود اس شبے میں ڈھل گیا کہ غالباً صدر ضیاء الحق قادیانی ہیں ، قادیانی نہیں تو قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ ضرور رکھتے ہیں یہ شبہ بہت عام نہیں تھا بہت محدود تھا لیکن اس مفروضے سے سیاسی فائدے اٹھانے کی توقع رکھنے والوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے اس شبے کی خوب تشہیر کی ۔ جب یہ شبہ زبان زدِ عام ہوا تو صدر صاحب کو خبر ہوئی کہ خلق خدا کیا رہی ہے اور پھر انہوں نے اس پروپیگنڈے کی تردید کی ضرورت محسوس کی ۔ مگر زبانی تردید اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتی تھی جب تک ان حالات میں تبدیلی نہ آتی جو اس شبے کا محرک ہوئے ۔ چنانچہ اب جاکر حکومت کو احساس ہوا کہ اصل معاملہ کیا ہے اور اس احساس کے بعد ہی یہ ہدایت جاری ہوئی کہ تمام محکموں میں قادیانی ملازمین کے کوائف کا جائزہ لیا جائے ۔

ہم توقع کرتے ہیں کہ اس ضروری کارروائی کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کی ضرورت کو اب مزید نظرانداز نہیں کیا جائے گا ہم صحیح سمت میں کارروائی کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ اداریہ جسارت (بشکریہ روزنامہ جسارت ۲۱ نومبر ۱۹۸۳ء)

بقیہ: ہاتھی کے دانت ......

لیکن پھر بھی اتمامِ حجت کی غرض سے ہم بذریعہ ان سطور روئے زمین پر موجود تمام قادیانیوں اور ان کی ذریت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آجائیں کیونکہ ع

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

قادیانیوں کی ان تمام حرکات کے جواب میں ہمیں قادیانیوں سے صرف یہ کہنا ہے کہ ۔

ع ۔ اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک سجدۂ شبیری اک ضربِ ید اللہی

و ما علینا الا البلاغ ۔

نہیں قائل ہوا میں آج تک ان کی نبوت کا
خدا جن کا بروزی ہے نبی جن کا برازی ہے
(بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان)

بقیہ ۲۱: مولانا حسین علیؒ

القرآنؒ کے نام سے تین جلدوں میں مرتب فرما کر شائع کیا ہے۔ آپؒ کے علوم و افادات کی زیادہ تر اشاعت شیخ القرآنؒ کے ذریعہ ہوئی۔

وفات :- رجب المرجب ۱۳۶۳ھ میں آپؒ دارِ فنا سے عالم بقا کی طرف چل بسے ، اور وہیں مدفون ہوئے۔

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے باقاعدہ تشکیل فیصلہ کا خیر مقدم

آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ سابقہ روایات کے مطابق پورے جوش و ولولہ کے ساتھ ۲۶، ۲۷، ۲۸۔ دسمبر ۱۹۸۳ء زیر انتظام مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ بمقام پبلک پارک چنیوٹ میں منعقد ہو رہی ہے

چنیوٹ ۱۔ مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ کا ایک اجلاس زیر صدارت میاں ظہور احمد ۱۹ نومبر بمقام مدرسہ فیض العلوم العربیہ رجسٹرڈ محلہ عثمان آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں شیخ منظور احمد صاحب، مولانا نذیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام مکاتیب فکر کی مشترکہ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ اور باضابطہ تشکیل کے فیصلے کو دل وجان سے سراہتے ہوئے خیر مقدم کرتے ہیں اور تیرہ رکنی کنوینگ کمیٹی کے قیام اور مولانا اسلم قریشی کی جلد از جلد بازیابی اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانے کے لیے مسلسل قربانیوں کو رائیگاں کرنے پر حکومت کی قادیانی ٹولہ سے چشم پوشی بلکہ پشت پناہی کی مذمت پر مبنی قرار دادوں کی پوری پوری حمایت کرتے ہیں۔ اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت مبارک باد اور لائق صد تحسین کی مستحق ہے کہ انہوں نے وقت کی اہم ضرورت اور شیدائیان ختم نبوت کے جذبات اور آواز کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے درست اور صحیح فیصلے فرمائے ہیں۔

چنیوٹ مجلس تحفظ نبوت کے ترجمان کے مطابق آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت حضرت شیخ المشائخ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ کندیاں سراجیہ وامیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ سابقہ روایات کے مطابق پورے جوش وخروش سے ۲۶، ۲۷، ۲۸، دسمبر ۱۹۸۳ء بروز پیر، منگل بدھ زیر انتظام مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ منعقد ہو رہی ہے جس میں مرکزی مجلس عمل کے متعدد رہنما اور ملک وملت کے تمام مکاتیب فکر کے دینی قائدین علماء کرام طلباء اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی شوریٰ کے ارکان شرکت فرما رہے ہیں۔

بقیہ :۔ خصائل نبویؐ

نہیں فرمائی تھی البتہ ارادہ تھا کہ آج روزہ رکھ لوں گا۔ لیکن بندہ کے نزدیک پہلی توجیہ اچھی ہے

مسئلہ : اگر کسی ضرورت کے تحت نفل روزہ توڑ دینے کی نوبت آئے تو حنفیہ کے نزدیک کسی دوسرے وقت قضا کرنا واجب ہے اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا تھا کہ کسی دوسرے دن قضا کر لیجیو۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا حسین علیؒ صاحب

از قلم :۔ عطاء الرحمٰن رحمانی صاحب خانوخیل

ولادت:۔ حضرت کی ولادت ۱۲۸۳ھ یا ۱۲۸۵ھ میں ضلع میانوالی کے مشہور قصبہ "واں بھچراں" میں ہوئی آپ کا سلسلہ نسب راجپوت جٹی خاندان سے ملتا ہے جو ہندوستان کا مشہور حکمران طبقہ رہا ہے۔ (فیوضات حسینی)

تعلیم:۔ ابتدائی صرف و نحو کی کتابیں اپنے والد حافظ میاں محمد صاحبؒ سے پڑھیں اس کے علاوہ شادیہ جو واں بھچراں کے قریب ایک گاؤں ہے اور مقام تلہریاں اور موضع سیوال میں بھی پڑھتے رہے فنون کی تمام اونچی کتابیں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے پڑھیں۔ ۱۳۰۲ھ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کی خدمت میں گنگوہ حاضر ہوکر حدیث پڑھی اور سند حاصل کی، اثناء درس میں حضرت گنگوہیؒ کے علمی نکات اور تحقیقات کو عربی میں قلمبند کیا ۱۳۰۳ھ میں حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر تفسیر پڑھی اس کے بعد وطن واپس ہوئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا

سلوک و تصوف:۔ تحصیل علوم کے بعد جب آپ کی عمر میں سے ۲۰ سال گذر چکے تھے تو شوق جستجو اور تلاش مرشد ہوئی، استخارے شروع کئے، خواب میں ایک درویش اور ان کے مکان کو دیکھا، درویشوں کے حالات اور ان کے مقامات کے علامات دریافت کرنا شروع کئے، آخر ایک طالبعلم جو حضرت سے حدیث شریف پڑھتا تھا اس نے موسیٰ زئی کی خانقاہ کا نشان بتایا اور حضرت خواجہ محمد عثمان کی شکل و صورت بیان کی اس کے سنتے ہی آپ روانہ ہوگئے، جب خانقاہ شریف موسیٰ پہنچے تو وہی مقام اور وہی شکل و صورت دیکھی جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا۔ قصبہ واں بھچراں سے۔ فرمایا! کہ مولوی حسین علی کا کچھ حال معلوم ہے؟ عرض کیا! خیریت سے ہے، پھر فرمایا! کیا تم اس کے اقرباء سے ہو؟ عرض کیا میں خود حسین علی ہوں، خواجہ صاحب آپ کو لے گئے اور نہایت عزت سے بٹھایا، تھوڑے وقفہ کے بعد بیعت ہونے کے لئے عرض کیا، خواجہ صاحب نے فرمایا اس طریق میں کشف و کرامات نہیں، اس طریق میں تو اپنے آپ کو جلانا ہے تم نے اس قدر عمر تحصیل علم کی تکلیف میں بسر کی ہے پھر کیوں اپنے آپ کو جلاتے ہو، عرض کیا کہ مقصود محض دین کے لئے آیا ہوں۔ آخرکار خواجہ صاحب نے بیعت سے مشرف فرمایا اور طریقۂ عالیہ میں داخل کیا اور حضرت خواجہ صاحب کے سامنے بے انتہا مورد الطاف ہوئے، جب آپ کا سبق مقام انتہائی کمالات تک پہنچا تو خواجہ صاحب نے آپ کو خلعت عطا فرمائی اور بیعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اجازت نامہ لکھکر عطا فرمایا نیز دلائل الخیرات اور حزب البحر کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ خواجہ محمد عثمان قدس سرہٗ کی وفات کے بعد آپ ان کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہ کی

طرف متوجہ ہوئے۔ خواجہ سراج الدین صاحب کو خواجہ محمد عثمان صاحب کے حکم پر موسیٰ زئی رہ کر آپ نے دیگر فنون وعلوم کے علاوہ حدیث شریف بھی پڑھائی تو خواجہ سراج الدین صاحب جو کہ آپ کے تلمیذ تھے بعد میں آپ نے اپنا روحانی تعلق بھی ان سے قائم کیا، ان سے بھی مجاز ہوئے۔

درس و تدریس:۔ آپ نے اپنے علاقے میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، لوگ توحید و سنت کو چھوڑ کر شرک و بدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھنسے ہوئے تھے آپ نے ان کی اصلاح کی طرف توجہ دی جس کی بناء پر آپ کو اپنا قصبہ "واں بھچراں" چھوڑنا پڑا۔ قصبہ سے تین میل دور آپ اپنے کھیتوں میں جا ٹھہرے اور وہیں ظاہری اور باطنی علوم دینیوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تفسیر قرآن میں آپ کا ایک خاص انداز تھا جس میں اثبات توحید و رد شرک کا پہلو نمایاں تھا۔ آیات و نصوص کی تشریح کرکے ان کو زمانہ کے مطابق لوگوں کے عقائد و اعمال پر منطبق کیا کرتے تھے، آپ کا درس تفسیر اتنا مشہور ہوا کہ ہندوستان کے کونے کونے سے علماء نے آکر شرف تلمذ حاصل حاصل کیا۔ طلبا پر بے حد شفیق اور مہرباں تھے ان کی خدمت کرنا فخر سمجھتے تھے، صبح جب طلبا اٹھتے تو تو ان کو پانی سے بھرے ہوئے کوزے ملتے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب قدس سرہٗ کے بیان کے مطابق کہ ایک رات میں انتظار میں رہا کہ یہ کوزے کون رات کو بھر کر رکھتا ہے؟ پوری رات بیداری میں گذار دی۔ آخر جب پانی کے برتنوں کے اٹھانے رکھنے کی آوازیں آئیں تو میں دبے پاؤں اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ مسجد کی جانب گیا۔ دیکھا کہ شیخ کوزوں میں پانی بھرنے میں مصروف ہیں میں نے ان سے ڈول لے کر خود پانی بھرنا چاہا۔ لیکن شیخ نہ مانے اور فرمایا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ جو لوگ خدا کے دین کا علم حاصل کرتے ہیں ان کی تھوڑی سی خدمت سے مجھے بھی ثواب مل جائے

ایک بار شیخ کو کسی مقدمہ کے سلسلے میں میانوالی عدالت میں جانا تھا۔ آپ نے سبق کا ناغہ مناسب نہ سمجھا۔ ان دنوں آپ سورۂ شوریٰ پڑھا رہے تھے۔ اس سورۃ کے مضامین کچھ زیادہ مشکل ہیں اور جلدی بھی تھی۔ اس لئے شیخ نے حسب معمول تفصیل سے سبق پڑھانے کی بجائے ضروری اشارات کو ہی کافی سمجھا۔ ایک طالب علم شاید جس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا اس نے بے ادبی سے شیخ کو ٹوک دیا کہ "آپ ہمیں پڑھا رہے ہیں یا ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں؟" شیخ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا اور دوبارہ ابتداء سے تفصیل کے ساتھ سبق پڑھانا شروع کر دیا۔ جب سبق ختم ہوا تو اس طالب علم سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم لوگ مجھے گالیاں بھی دو تو برا نہیں مانوں گا، میں تو اس توقع پر تمہاری ہر بات سننے کو تیار ہوں کہ آج تم لوگ قرآن پاک کا جو علم حاصل کر رہے ہو کل اسے لوگوں تک بھی پہنچاؤ گے۔

حضرت شیخ دولت علم سے مالا مال ہونے کے علاوہ بڑے زمیندار بھی تھے، زمینداری سے کافی آمدنی ہوتی تھی لیکن اس آمدنی سے دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی اختیار کرنے کی کوشش نہیں کی، بلکہ سب کچھ طلبا اور مہمانوں کی خاطر تواضع پر خرچ ہوتا تھا۔ طلباء کے لئے چندہ وغیرہ کسی سے نہیں لیتے تھے۔

صاحبزادے نے ایک دفعہ شکایت کی کہ آپ گھر کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے جو کچھ ہوتا ہے طلبا ہی کو کھلاتے ہیں۔ شکایت سن کر فرمایا بیٹا تمہیں ان طلباء کا ممنون ہونا چاہیئے کہ ان کی وجہ سے خدا ہمیں بھی عزت کے ساتھ رزق دے رہا ہے۔

(فیوضات حسینی)

علمی و روحانی صلاحیت :-

ظاہری اور باطنی علوم میں درجہ کمال کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب قدس سرہٗ اپنے اجازت نامہ میں لکھتے ہیں :-

"حقائق و معارف آگاہی علوم عقلی و نقلی راوی فنون ذکی و اصلی مولوی حسین علی صاحب بارک اللہ فی عمرہ و رفعہ اللہ

پھر تحریر فرماتے ہیں :-

"ویدہ کیدی مقبولہ مقبولی فعطولی لمن انتدلی"

خواجہ محمد سراج الدین صاحب لکھتے ہیں :-

"تصار مجمع البحار و معدن الانوار"

نیز حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب قدس سرہٗ کو آپ کی فقہی علمی اور دینی بصیرت پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ مختلف فیہ مسائل میں آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے اسی لئے اپنے فرزند ارجمند خواجہ محمد سراج الدین صاحب کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد فرمائی، خواجہ سراج الدین صاحب کے صاحبزادے اور جانشین خواجہ محمد ابراہیم صاحب کی روحانی تربیت بھی آپ نے فرمائی اور ان کے لئے فارسی زبان میں سلوک و تصوف کے مسائل پر "تحفۂ ابراہیمیہ" تحریر فرمایا جو کہ مطبوعہ ہے۔ آپ ہشت سلاسل میں مجاز تھے لیکن عموماً بیعت نقشبندی مجددی سلسلہ میں کرتے تھے سلوک و تصوف میں آپ نے کمال حاصل کیا بقول مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری :-

"آپ نقشبندیت کے امام تھے" فنون میں آپ کے استاد مولانا احمد حسن صاحب کانپوری نے آپ کو حسب ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا :-

"اما بعد فان الفهیم الاریب الذکی التجیب، الکثیر علمہٗ، الدقیق فهمہٗ، المؤید بتائید الله القوی، الفاضل الألوذعی المتوقد الیلمعی، المولوی حسین علی بن میاں محمد الوانی الفنجابی صانہ الله عن شر کل غوی وغبی الخ (رافعۃ البرہان)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا وسیع علم عطا فرمایا تھا۔ خصوصاً علم حدیث، تفسیر، فقہ، علم کلام اور تصوف و سلوک میں بڑی وسیع دستگاہ رکھتے تھے اور بڑی ٹھوس علمیت اور استعداد کے مالک تھے، علم اسماء الرجال میں آپ کی نظر بڑی وسیع تھی، احادیث کی نقد و جرح میں کامل تھے اور مختلف احادیث کی تطبیق میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ قرآن کریم کے ترجمہ اور مطالب کے بیان کرنے میں تو اپنی نظیر آپ تھے، مثنوی مولانا رومیؒ اور رضی شرح کافیہ پر بڑا عبور حاصل تھا نوی تحقیقات حسب موقعہ رضی سے کرتے تھے اور کئی مسائل میں رضی کی عبارتیں زبانی پڑھ کر سنا دیتے تھے بے شمار مسائل میں خصوصاً علم کلام اور تصوف و سلوک اور حقائق و معارف کے بیان میں سنا دیتے تھے، حضرتؒ کی شخصیت بڑی حد تک جامع تھی، آپ کو علم و عمل دونوں میں اللہ تعالیٰ نے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، علاوہ ازیں آپ بہت ذاکر و شاغل اور فنا فی التوحید تھے، حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے "مولانا حسین علیؒ کاملین میں سے تھے آپ قرآن کے عاشق تھے اور توحید ان کا حال تھا"

(فیوضات حسینی)

تبلیغ و اصلاح :-

آپ کو تبلیغ میں غایت درجے کی دلچسپی تھی اور لوگوں کے عقائد کی اصلاح میں بہت انہماک تھا۔ پنجاب کے اکثر گدی نشین حضرات سے آپ بے حد نالاں تھے کیونکہ یہ لوگ زمانہ کی گردش کے ساتھ ساتھ روحانیت سے یکسر محروم ہو کر خالص دنیا داری اور رسومات شرکیہ اور

بدعات کا شکار ہو چکے تھے اور آہستہ آہستہ خانقاہی نظام جو کسی زمانہ میں لوگوں کی اصلاح عقائد و اخلاق اور روحانیت کے لحاظ سے تریاق کا حکم رکھتا تھا، بھٹکے ہوئے اور گمراہ لوگ یہاں پہنچ کر خدا پرست اور با ایمان بن جاتے تھے بالآخر یہی نظام خانقاہی بدعات و شرکیات رسومات کے گروہ بن کر رہ گئے خالص توحید تو عنقا ہو گئی۔ حضرت مولانا حسین علی تو بہت حساس تھے، اس سلسلے میں جو خدمت اور کام اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے لیا ہے وہ قابل داد ہے۔

حضرت نے شرک و بدعت کے خلاف نہ صرف وعظ فرمائے بلکہ مناظرے، مباحثے، علمی گفتگوئیں بھی فرمائیں۔ اپنے تلامذہ اور مریدین کے علاوہ علماء کے ایک بہت بڑے حلقہ میں دین حق کی سچی خدمت کا جذبہ پیدا کیا اور پھر محض لوجہ اللہ توحید کی تبلیغ اور شرک کی تردید کا بے مثال کارنامہ انجام دیا۔ اس لئے پنجاب اور بعض سرحدی علاقوں کے شرک نواز اور بدعت پسند لوگوں نے آپ کو گستاخ، بے ادب، وہابی وغیرہ کے القاب سے مطعون کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمات کو حسن قبولیت سے نوازا۔ پنجاب کے اکثر علاقے سرحدی علاقات بلوچستان، سرحدی ریاستیں، افغانستان کشمیر اور سندھ اور بعض دیگر علاقوں میں بھی آپ کے تلامذہ اور آپ سے استفادہ کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو اپنے اپنے ظرف اور حوصلے کے مطابق دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، رسوم پسند اور حقیقت سے بے بہرہ گدی نشین اور باطل پرست جو بے عملی، بد اعتقادی، شرکیات اور بدعات پھیلاتے ہیں ان کے خلاف یہ جہاد جاری ہے۔

(فیوضات حسینی)

مسئلہ توحید کے بیان میں انہماک

ردِ شرک و بدعت اور مسئلہ توحید کے بیان میں آپ شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے نقش قدم پر تھے، مسئلہ توحید کے بیان میں آپ کسی تاب و پیچ اور لچک کے قائل نہیں تھے مسئلہ توحید کے بیان کا شوق جنون کی حد تک پھیلا ہوا تھا آپ کے پاس کوئی ذاتی کام کے سلسلے میں حاضر ہوتا تو قرآن پاک کی کسی سورہ کا خلاصہ آپ اس کو ضرور سناتے، علامہ دوست محمد صاحب قریشیؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کبھی مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے؟ فرمایا ہاں! ایک دن اور سورہ جن۔ یعنی ایک دن رہا۔ اور سورۃ جن پڑھی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر مراقب ہوئے تو حضرت مجددؒ نے آپ کو مکاشفہ میں فرمایا کہ مسئلہ توحید کا بیان سلوک کا اعلیٰ درجہ ہے۔ آپ کا ایک خواب بلغۃ الحیران میں یہ بھی منقول ہے

ورأیت الانبیاء کلھم من آدم الی نبینا صلی اللہ علیہم والسلام کلھم ینا دون با علی نداءان من دعا غیر اللہ تعالیٰ معتقدًا انہ یعلم ویسمع فھو کافر۔

آپ فرماتے تھے کہ توحید اپنے بیان میں کسی تمہید کی محتاج نہیں؟ آپ نے لوگوں کی اصلاح عقائد کا ذریعہ قرآن کو بنایا اور قرآن مجید پر آپ کو اتنا عبور حاصل تھا کہ تصوف کے الجھے ہوئے مقامات کا حل آپ نے ترجمہ سے فرمایا۔ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب بہلویؒ آپ کی خدمت میں سلوک و تصوف کے منازل میں کسی مشکل مقام کے حل کی خاطر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ترجمہ پڑھ لو مقام حل ہو جائے گا، ترجمہ پڑھا اور مقام حل ہو گیا۔

بیعت وارشاد

حضرت مولانا حسین علیؒ ایک شیخ برحق اور نیک دل روشن ضمیر بزرگ تھے، مجاہدات و ریاضات بھی آپ نے بہت کچھ کی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ علم اور علماء و طلباء کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا تھا

آپ ہر ایک طریق میں مجاز تھے مگر خاص طور پر طریقہ نقشبندی مجددی میں بہت کامل تھے۔ اس سلسلہ مبارکہ کی نمایاں علامات یا امتیازی نشان ذکر الٰہی کی کثرت اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ توحید کی تبلیغ کو بڑی اہمیت حاصل ہے گویا یہ اصل الاصول ہے۔

آپ سے عوام کی ایک خاصی تعداد کے علاوہ جہاندہ علماء بھی اس طریقہ میں بیعت ہوئے۔ مثلاً جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا غلام رسول صاحب المعروف بابا انہی والے شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتویؒ محشی مشکوٰۃ شریف۔ حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری مؤلف انوار الباری شرح صحیح البخاری جو کہ حضرت علامہ کشمیریؒ کے داماد اور تلمیذ ہیں۔ علامہ کشمیری کے مشورہ پر مولانا حسین علیؒ سے بیعت ہوئے۔ حضرتؒ سے کشف و کرامات کا صدور بھی ہوا۔ (فیوضات حسینی)

حلیہ و عادات

حضرت مولانا حسین علی خدا پرست انسان تھے جن کی زندگی انتہائی سادہ اور اعمال حسنہ سے معمور تھی تعلیم و تدریس اور تبلیغ و اصلاح ان کی زندگی کا خاص کارنامہ ہے۔ حضرت گم گو تھے انجمن میں بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محو مناجات ہیں، اخلاص کا پیکر تھے۔ فنا فی التوحید تھے، مولانا قاضی شمس الدین صاحب اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں کہ حضرت مرحوم بڑے لمبے قد و قامت کے انسان تھے۔ رنگ گندمی سفیدی مائل، سر میانہ، ہاتھ پاؤں خوب کھلے، متواضع، سادہ دیسی لباس پہنتے تھے، پگڑی پہنتے سخی النفس دنیا داروں سے دور اور علماء، طلباء اور غرباء کے قریب رہتے۔ اگر کوئی عالم آجاتا تو کبھی کبھار اس کے لئے مرغا ذبح کر دیتے۔ واپسی پر اسٹیشن تک گھوڑی بھی گاہ بگاہ دیتے تھے۔ اکثر اوقات تعلیم و تدریس تذکیر مراقبہ، اذکار میں مشغول رہتے، عشاء کی نماز بڑی تاخیر سے پڑھتے، اور معاً اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور صبح کی سنت اندرون خانہ پڑھکر آتے تھے۔ اگر کوئی دنیا دار آدمی آجاتا تو آپ کی طبیعت اسے دیکھتے ہی پریشان ہو جاتی اس کے معروضات سن کر مناسب جواب دے کر فرماتے اچھا رخصت، کبھی جمعہ کے روز والدین کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے جاتے اپنے خانگی کام یہاں تک کہ اینٹ گارے کا کام اور فصلوں کی کٹائی کا کام بھی اپنے ہاتھ سے کر اس میں خدام اور مرید بھی شریک کار ہوتے کبھی برہنہ پا بھی چلتے تھے۔ کھانا بہت کم اور معمولی درجے کا کھاتے تھے احادیث کے بڑے مشکل مقام دو چار لفظوں میں حل کر دیتے تھے، کشف و کرامات قرآن کے بعض متوسلین بھی رکھتے تھے۔ (فیوضات حسینی)

اولاد:۔ حضرت کی ایک بیوی تھی، جس سے پانچ لڑکے ہوئے۔ مولانا صدر الدین، مولانا عبد الرحمٰن، مولانا محمد صادق، مولانا محمد عبد اللہ، مولانا عبد الرزاق، آپ کے جانشین مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور ہیں۔

معروف تلامذہ:۔ ظاہری اور باطنی علوم میں آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ چند نام درج ذیل ہیں:۔

صاحبزادہ عالی مقام خواجہ محمد سراج الدین صاحب و دیگر صاحبزادگان، مولانا محمد عیسیٰ خان ہم سبق خواجہ صاحب موصوف، عارف کامل شاہ نور محمد مظفر نگر، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی علامۃ العصر بابا غلام رسول صاحب انہی والے، مولانا محمد مرزا جان مالی ضلع گجرات، مولانا عبد العزیز صاحب مؤلف نبراس الساری ضلع گوجرانوالہ، فاضل لا ثانی مولانا یار محمد ملتانی، مولانا قاضی نور محمد صاحب قلعہ دیدار سنگھ،

باقی ص ۱۴ پر

کفر و اسلام کی حقیقت

مسلمان کون ہے اور کافر کون؟

اقتباس از رسالہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی پاکستان

آج کل مذہب و ملت سے بے گانگی اور ناواقفیت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ لوگ اسلام اور کفر کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کبھی مسلمان کو کافر اور کافر کو مسلمان کہنے کی شدید غلطی کر رہے ہیں۔ خصوصاً کفر کے بعض اقسام ایسے بھی ہیں۔ جو صورت میں اسلام سے ملتے جلتے ہیں۔ عوام تو عوام اکثر تعلیم یافتہ مسلمان بھی انھیں اسلامی عقیدہ اسلامی احکام سمجھ کر بے دھڑک قبول کر کے اپنے دین اور مذہب کو برباد کرتے رہتے ہیں۔ اس بناء پر آج وقت کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام اور کفر کی حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے۔ تاکہ دور حاضر کے قادیانی چکڑالوی اہل قرآن اور نیچریوں کے ملحدانہ فتنوں سے بچیں۔

اسلام کیا چیز ہے اور مسلمان کون ہے؟

اس لئے سب سے پہلے اصولی طور پر معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن اور شریعت اسلام میں اسلام اور ایمان کس چیز کا نام ہے۔ کفر کس کا، مسلمان کس کو کہتے ہیں اور کافر کس کو۔؟

اسلام

اسلام کے سب بڑے ارکان یہ ہیں کہ اللہ کو ایک ماننے اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لائے

رسولؐ پر ایمان لانے کا معنی اور مطلب

ایمان لانے کا مطلب یہ کہ رسولؐ کے فرمائے ہوئے ہر حکم ٹھنڈے دل سے بلاچوں وچرا تسلیم کرے اور اس سے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں۔ اس مضمون کو قرآن نے مندرجہ ذیل آیت میں اس طرح وضاحت کی ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک وہ آپ کو اپنے تمام نزاعات واختلافات میں حکم (فیصلہ کرنے والا) نہ بنادیں۔ پھر آپ جو فیصلہ فرمادیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو پوری طرح نہ تسلیم کرلیں۔

نوٹ: احکام رسولؐ دو قسم پر ہیں (۱) ضروریات دین (۲) غیر ضروریات دین۔

ضروریات دین

سے مراد وہ عقائد یا اعمال ہیں۔

(۱) جن کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی اور یقینی طور پر ہو چکا ہو۔ (۲) وہ اسلام میں اس قدر مشہور ہوں کہ علماء اور عوام خواندہ (پڑھا لکھا) ناخواندہ (اَن پڑھ) سب ان سے واقف ہوں۔ (۳) وہ احکام عمل کے اعتبار سے خواہ فرض و واجب ہوں۔ جیسے نماز کا فرض ہونا۔ تعداد رکعات قربانی کا واجب ہونا وغیرہ یا سنت و مستحب ہوں جیسے مسواک کرنا۔ ختنہ کا شعار اسلام ہونا۔ آذان وغیرہ۔

ضروریات دین کا حکم

ایسے ضروریات کا جو تواتر سے ثابت ہوں ان سب کا ماننا فرض ہے اگر کسی ایک کا انکار کر دے تو کافر ہو جائے گا۔

غیر ضروریات دین اور اس کا حکم

ضروریات دین کے علاوہ احکام کو غیر ضروریات دین کہتے ہیں ان کا انکار کرنے والا فاسق ہوگا۔

مذکورہ بالا آیت کی بناء پر اسلام اور مسلمان کی تعریف یوں ہوگی۔

اسلام:۔ اللہ اور اس کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو بلا چوں وچرا دل سے تصدیق کرنے اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرے اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرنے کو " اسلام " کہتے ہیں۔

مسلمان: اللہ اور اس کے ہر حکم کو بلا چوں و چرا دل سے تصدیق کرنے اور ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

کفر کیا چیز ہے اور کافر کون ہے؟

ضروریات دین یعنی خدا اور رسول کے حکم پر اعتراض یا انکار کرنے کو "کفر" اعتراض یا انکار کرنے والے کو "کافر" کہتے ہیں۔

کفر یعنی انکار خدا یا انکار رسول کی تین صورتیں

چونکہ خدا اور رسول سے قطعی اور یقینی طور سے ثابت شدہ حکم پر اعتراض یا انکار کرنا اور خدا کی خدائی اور رسول کے رسول ہونے کا انکار کرنا ہے اس لئے خدا اور رسول کے نہ ماننے کی تین صورتیں ہوں گی وہ تینوں کفر ہیں۔

کفر کی پہلی صورت

کھلے طور پر خدا کو خدا نہ ماننے یا رسول کو رسول نہ ماننے

کفر کی وجہ: اس صورت میں انکار کی مثال "بغاوت" ہے۔ جیسے کوئی شخص صاف طور پر اعلان کر دے کہ بادشاہ وقت یا حکومت وقت کو بادشاہ یا حاکم تسلیم نہیں کرتا ایسے شخص کے باغی مجرم ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا اور رسول کے انکار کو کفر اور انکار کرنے والے کو کافر اور جہنمی ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی بے شمار آیتوں سے ایسوں کا کافر جہنمی ہونا ثابت ہو چکا ہے اس لئے مدلل ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

کفر کی دوسری صورت

خدا کی خدائی اور رسولؐ کی رسالت کا اقرار کرے لیکن ان کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اس پر اعتراض کرے۔

کفر کی وجہ: دوسری صورت کی انکار کی مثال "بغاوت" ہے جس طرح بادشاہ وقت کو تسلیم نہ کرنا بغاوت اور جرم ہے اسی طرح بادشاہ کو بادشاہ مان کر اس کے کسی حکم پر اعتراض یا انکار کر دینا بھی بغاوت اور جرم ہوگا۔ شیطان ابلیس جو سب سے پہلا اور سب سے بڑا کافر ہے۔ اس کا کفر بھی اسی دوسری قسم کے انکار کی بناء پر ہے۔ ورنہ وہ خدا کے قادر مطلق اور معبود ہونے کا منکر نہ تھا۔ خدا کی ساری خدائی کو تسلیم کرتا تھا۔ صرف خدا کے ایک حکم یعنی سجدہ کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر اور مردود قرار دیا گیا۔

اس بناء پر اگر کوئی کلمہ شہادت پڑھتا ہو۔ نماز روزہ حج سبھی ارکان اسلام کو ادا کرتا ہو لیکن ضروریات دین کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ہونے کا قائل ہو۔ یا جہاد کے منسوخ ہونے کا قائل ہو۔ یا انبیاء میں سے کسی نبی کو توہین کرتا ہو یا قرآنی تعلیم کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی پاکدامن ماں حضرت مریم علیہا السلام کو گالیاں دیتا ہو۔ بہرحال کسی ایک حکم کا انکار کر دے۔ یا اعتراض کر دے۔ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی قاعدہ کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیس سال مرید

ڈاکٹر عبد الحکیم کو صرف انھیں نبی نہ ماننے کی وجہ سے مرتد و کافر قرار دیتے تھے۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب ان کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی، مرزا بشیر الدین قادیانی کا کفر اسی دوسری قسم کے انکار کی بناء پر ہے۔ الغرض دوسری قسم کے کفر کے لئے ضروریات دین میں سے کسی ایک حکم پر اعتراض یا انکار کرتے ہی کافر ہو جائے گا۔ خواہ وہ دیگر تمام ضروریات دین کو ادا کرتے رہیں۔

کفر کی تیسری صورت

یہ بھی نہ ماننے ہی کی ایک صورت ہے کہ خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا بھی اقرار کرے۔ اور زبان سے یہ بھی اقرار کرے۔ کہ میں اللہ اور رسول کے تمام احکام کو مانتا ہوں۔ لیکن احکام کے معنی اللہ اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے اور آپ کے بلا واسطہ شاگردوں (صحابہ کرام) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف کوئی نیا معنی گھڑ کر آپ کے احکام کو ٹالدے مثلاً کوئی کہے میں صلوٰۃ کو فرض کو مانتا ہوں مگر صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعا کرنے کے ہیں اس لئے صلوٰۃ بمعنی دعا کے فرض ہیں یہ رکوع اور سجدہ والی نماز فرض نہیں ہے یا یوں کہے کہ آذان کو شعار اسلام سمجھتا ہوں آذان کے معنی چونکہ اعلان کرنے کے ہیں اور اعلان گھنٹہ کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے لہٰذا آذان سے گھنٹہ بجانا مراد ہے۔ مخصوص الفاظ کے ساتھ اعلان کرنا مراد نہیں ہے۔ قرآن مجید ایسے شخص کو ملحد اور حدیث ایسے شخص کو زندیق قرار دیتی ہے۔

وجہ کفر

تیسری صورت کا انکار بھی بغاوت ہی کی ایک قسم ہے کہ بظاہر تسلیم کرتا ہے۔ لیکن قانون ساز جماعت کی تصریحات اور ہائی کورٹ کے تسلیم کئے ہوئے معانی کے خلاف کوئی نئے معانی تراش کر قانون کو رد کر دے۔ مثلاً ریلوے قانون کی رُو سے ہر مسافر ۱۵ کلو مال اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے اگر کوئی قد آور پہلوان کہے کہ یہ قانون پستہ قد کمزور لوگوں کے لئے ہے جو صرف ۱۵ کلو مال اٹھا سکتے ہیں میرے لئے نہیں میں تیس کلو مال اٹھا سکتا ہوں اس لئے مجھے اجازت ہونی چاہیئے۔ ظاہر بات ہے کہ ریلوے حکام کے نزدیک اس خود ساختہ رول کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اس تاویل باطل کی وجہ سے جرمانہ کے ساتھ گستاخی کی سزا ملے گی۔

لاہوری یعنی مرزا محمد علی کی پارٹی مرزا کی صرف نبوت کا انکار کرتی ہے باقی مرزا کی تمام کفریات کی حرف بحرف تائید کرتی ہوئی قرآن و حدیث کے معنی کو اللہ و رسول وصحابہؓ کے بیان کئے ہوئے معنی کے خلاف کرنے کی وجہ سے لاہوری پارٹی بھی کافر و مرتد ہے۔ گویا یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد اور مسٹر محمد علی کو قرآنی الفاظ کے وہ معانی سمجھائے گئے کہ

جن کو نہ نبی نے سمجھا نہ صحابہ نے نہ آج تک امت نے سمجھا جو کچھ سمجھا تو انگریزی حکومت کے پٹھو مرزا صاحب نے سمجھا۔ نعوذ باللہ۔

الغرض تیسری قسم کے کفر میں اللہ و رسول کو مانتے ہوئے ان کے الفاظ کو برقرار رکھ کر ان کے معنی میں اس طرح تاویل باطل کرے جو اللہ و رسول وصحابہ کے بتلائے ہوئے معنی کے خلاف ہوں

کافر کو کافر نہ کہنے والا:

جس شخص کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس نے ضروریات میں سے کسی ایک چیز کا انکار کر دیا ہے (جیسے لاہوری اور قادیانی جماعتیں) ایسے شخص کو احتیاط اور شک کی بناء پر کافر نہ کہنے والا خود بے احتیاطی سے کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ مثلاً مرزا غلام احمد نے تعلیم انبیاء کے خلاف حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہم السلام کو فحش بازاری گالیاں دیں جیسا کہ آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ ایسی

صورت میں احتیاط اور شک کی وجہ سے مرزا غلام احمد کو کافر اور مرتد نہ کہنے کے معنی یہ ہوئے کہ ان کے نزدیک تعظیم انبیاء ضروریات دین میں سے نہیں حالانکہ تعظیم انبیاء ضروریات دین میں سے ہے تو وہ شخص ناوانستہ ضروریات کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص پنجگانہ نماز پڑھتا ہے اور تاویل کر کے روزہ کی فرضیت کا انکار کر دے تو یہ شخص ضروریات دین کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ ایسے شخص کو احتیاطاً کافر نہ کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک روزہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے حالانکہ روزہ ضروریات دین میں سے ہے

———— احتیاط پر عمل کر کے ناوانستہ روزہ کی فرضیت کا انکار کر کے کافر ہو گیا۔ (دیکھو اکفار الملحدین مصنفہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند، رسالہ دین مرزا کفر خالص ہے مصنفہ بن شیر خدا مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند)

ضروری تنبیہ

ہم مرزا غلام احمد کو پیدائشی کافر نہیں سمجھتے۔ بلکہ مرزا صاحب مسلمان کے گھر پیدا ہوئے مسلمان ہی تھے۔ ایک طویل مدت تک مبلغ اسلام بن کر اسلامی عقائد کی پرچار کرتے رہے۔ لاہوری مرزائی اسی زمانہ کی کتابوں کو مناظرہ کے وقت پیش کر کے دھوکا دیتے رہتے ہیں۔ اس سے ہشیار رہیں اس کے بعد محمدی بیگم کے معاملہ کے بعد سے نبوت رسالت خاتم الانبیاء کے دعویٰ کے بعد خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ آخر ہیضہ کے مرض میں انتقال کر گئے۔ قادیانیوں سے بحث اپنے وقت وفات مسیح، ظلی و بروزی نبوت وغیرہ مسائل سے ہرگز بحث مت کیجئے ان سے بحث کرنا ہو تو صدق و کذب مرزا پر بحث کیجئے۔

سب سے اچھے سب سے سستے
پاکستان کے نمبر 1
پرزہ جات سائیکل
پی۔سی۔ٹی مارکہ
P.C.T. INDUSTRIES

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

گنبدِ خضرا کے مکیں

اے کہ ترا وجودِ پاک، دشمنِ فتنہ پروری
اے کہ شکست کر دیا تو نے طلسمِ آذری

اے کہ تری ادا، ادا فاتحِ قلبِ کائنات
اے کہ تری نظر، نظر عقدہ کشائے سروری

اے کہ دکھا دکھا دیا، تُو نے جمالِ حق نما
اے کہ مٹا مٹا دیا، تُو نے غرورِ کافری

اے کہ ترے نیاز میں، ناز کی عشوہ سازیاں
اے کہ تری عبودیت، خاتمِ رسمِ خودسری

اے کہ تری صدائے حق، گونج اٹھی جہان میں
فرش سے عرش تک ترا غلغلۂ پیغمبری

گنبدِ سبز کے مکیںؐ، خاتمِ دھر کے نگیںؐ
جلوۂ دیدۂ یقیں! گوہرِ تاجِ قیصری

جہلِ نظر کی سرکشی، خلق نے تیرے چھین لی
تیرے کرم نے سرد کی، آتشِ سحرِ ساحری

دیدہ ابوجہل پہ چھپیں، شاق تری تجلیاں
گیسوئے بولہب میں تھی، تیرے ہی دم سے ابتری

تُو نے لباسِ فقر میں، کیں وہ کرشمہ سازیاں
تجھ سے لرز کے رہ گیا دبدبۂ سکندری

ہر سرِ پرغرور نے، بڑھ کے ترے قدم لیے
آ کے بڑے بڑوں نے کی، تیرے حضور چاکری

از: جناب دور ہاشمی